46

جلسہ کے متعلق اہل قادیان کا فرض

(فرمودہ ۲۱ ر دسمبر ۱۹۲۳ء)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کے مرسل اور مامور اور اس کے بھیجے ہوئے انسان کے احکام کے ماتحت سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سالانہ جلسہ اس ہفتہ میں ہونے والا ہے۔ تین دن تک اور زیادہ سے زیادہ چار دن تک جلسہ میں شامل ہونے والوں کا کثیر حصہ قادیان میں حاضر ہو جائے گا۔ اور بعض لوگ تو فرط محبت یا فرصت کی زیادتی کی وجہ سے ابھی سے آنے شروع ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ پہلے جلسوں پر تجربہ ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے کہ ہر آنے والے سال میں پچھلے سالوں کی نسبت جلسہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی رہی ہے۔ اس دفعہ بھی ہم امید کرتے ہیں کہ پچھلے جلسوں سے زیادہ آدمی آئیں گے۔ اس لئے ہمارے منتظمین جلسہ کے لئے زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے کیونکہ تعداد کی کثرت سے ان کی ذمہ داری بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ معمولی جماعتوں کا انتظام بہت مشکل ہوتا ہے۔ مگر جہاں سات آٹھ ہزار کا مجمع ہو اور ان کی ہر قسم کی ضروریات مہیا کرنا منتظمین کے ذمہ ہو کتنا مشکل ہے۔ اگر بڑے شہروں میں اس قسم کے جلسے ہوں تو وہاں منتظمین کے لئے ایک حد تک آسانی بھی ہوتی ہے کہ ہوٹلوں وغیرہ میں کھانے اور ٹھہرنے کا انتظام ہو جاتا ہے اور پھر جمع ہونے والوں کی نسبت وہ لوگ زیادہ ہوتے ہیں۔ جن کے ہاں وہ لوگ آتے ہیں۔ یہ بات کسی جگہ نہیں ہوتی کہ جہاں جلسہ میں آنے والوں کی تعداد اصل باشندوں اور منتظموں سے بڑھ جائے۔ کانگریس وغیرہ کے اجلاس لاہور، کلکتہ، دہلی، بمبئی وغیرہ مقامات پر ہوتے ہیں۔ ان اجلاسوں میں بیرونجات سے شامل ہونے والوں کی تعداد دس بارہ ہزار سے زیادہ نہیں ہوتی۔ لیکن اگر مہمانوں کی تعداد دس بارہ ہزار ہوتی ہے تو ان شہروں کے لوگوں کی آبادی لاکھوں نفوس کی ہوتی ہے جن کا بیشتر حصہ مہمان داری کا کام کرتا ہے۔ ایسے بڑے شہروں کے کئی کئی گھر ایک ایک مہمان کو رسیو کرنے والے ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے ہاں یہ خصوصیت ہے کہ مہمانوں کی تعداد میزبانوں سے بڑھ جاتی ہے۔

اگر قادیان کے احمدیوں کے علاوہ ساری قادیان کی آبادی غیر احمدیوں ہندوؤں اور چوڑھوں کو بھی میزبان فرض کرلیا جائے تب بھی مہمانوں کی تعداد میزبانوں سے بڑھی ہوئی ہوگی۔ کیونکہ قادیان کی ساری آبادی چالیس ہزار کے قریب ہے جس میں چوڑھے ساہنسی ہندو اور سکھ غیر احمدی سب شامل ہیں۔ مگر آنے والوں کی تعداد قریباً آٹھ ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ پس اتنے سے گاؤں میں اتنے زیادہ مہمان آتے ہیں اور یہ اپنی قسم کی ایک مثال ہے بعض ہندوؤں کے تیوہاروں پر لوگ کثرت سے جاتے ہیں مگر جہاں وہ لوگ جمع ہوتے ہیں وہاں کے رہنے والے ان کے میزبان نہیں ہوتے۔ باہر سے آنے والے اپنا ہر ایک انتظام آپ کرتے ہیں۔ اسی طرح مکہ مکرمہ والوں سے حاجیوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے مگر مکہ مکرمہ کے لوگ میزبان نہیں ہوتے۔ جو لوگ حج کو جاتے ہیں وہ اپنے رہنے اپنے کھانے اور اپنی دیگر ضروریات کا خود انتظام کرتے ہیں۔ مکان کرایہ پر لیتے ہیں کھانا خریدتے ہیں یا پکاتے ہیں مکہ والوں کو اس سے کچھ غرض نہیں ہوتی۔ اگر ان کو فکر ہوتی ہے تو یہ کہ ان آنے والوں سے سال بھر کا خرچ کس طرح حاصل کیا جائے۔

پس ہمارے جلسہ کو ہی یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہاں مہمانوں کی میزبانوں سے تعداد بڑھ جاتی ہے کیونکہ یہاں مہمانوں کی ساری ضروریات پوری کی جاتی ہیں۔ اس امتیاز میں نہ مسلمانوں کا نہ عیسائیوں کا نہ ہندوؤں کا نہ کسی اور قوم کا کوئی اجتماع ہمارے جلسہ کی مثال پیش کرسکتا ہے۔ اور یہ بات ہمارے جلسہ کو تمام دنیا کے مجامع سے اسی طرح ممتاز کرکے دکھاتی ہے۔ جس طرح ہماری جماعت کے دینی کام اور اس کی تحریکات ہماری جماعت کو دیگر جماعتوں سے الگ کرکے دکھاتی ہیں۔ مگر ہم اس پر خوش نہیں ہوسکتے کہ ہمارے جلسہ کو یہ امتیاز حاصل ہے کیونکہ امتیاز کام سے ہوتا ہے نام سے نہیں ہوتا۔ عزت کام سے حاصل ہوتی ہے نام سے نہیں۔ پس ہمیں یہ امتیاز تبھی حاصل ہوسکتا ہے جب ہم اپنے آپ کو اپنے کاموں کے ذریعہ ممتاز کرکے دکھائیں۔ جس شخص کے گھر میں کوئی مہمان نہیں آتا اور وہ کسی کی مہمان داری نہیں کرتا تو وہ کسی الزام کا مستوجب نہیں۔ مگر جن کے گھر مہمان آتے ہیں وہ اگر اپنے فرض کو ادا نہ کریں۔ تو وہ الزام سے نہیں بچ سکتے۔ اس لئے میں اپنے دوستوں کو جو قادیان میں رہتے ہیں کہتا ہوں کہ وہ پہلے سے زیادہ اپنے فرض کی طرف متوجہ ہوں جیسا کہ ہر سال مہمانوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ اس دفعہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے امید ہے کہ تعداد بڑھ جائے گی۔ یہ لوگ دور دور سے آتے ہیں۔ بنگال سے مدراس سے بمبئی سے یوپی سے لوگ آتے ہیں۔ یہاں کوئی تماشہ کی جگہ نہیں جس کے لئے وہ آتے ہیں۔ وہ خدا کی تحریک اور اس کے منشاء کے مطابق آتے ہیں اور یہ خدا کا منشاء ہے کہ وہ ہر سال تعداد کو بڑھا کرلاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے ہر سال پہلے سے زیادہ ایمان اور بڑی خدمت کی خواہش کرتا ہے۔ اس کا

زیادہ تعداد میں لوگوں کو لانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ ہم سے زیادہ ایمان و اخلاص کا مطالبہ کرتا ہے۔ اس لئے اگر ہم اللہ تعالیٰ کی مشیت کو پورا نہیں کرتے تو ہم اس کی مدد و نصرت کے امیدوار نہیں ہو سکتے۔

ظاہر ہے کہ ہم اپنے مہمانوں کی ویسی مہمانداری نہیں کرتے جیسی کہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ نہ ہمارے پاس مہمان نوازی کے لئے آدمی ہیں۔ اور نہ سامان۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب کسی کے ہاں مہمان آتا ہے تو وہ مہمان کے لئے خاص کھانا پکاتا ہے مگر ہم یہ بات نہیں کرسکتے ان کی رہائش کے لئے بھی اعلیٰ انتظام نہیں کرسکتے۔ کثرت تعداد کی وجہ سے بجائے چارپائیوں کے کسیر بچھاتے ہیں کہ اس پر سوئیں۔ باقی اور مہمانداری کی اشیاء میں بھی ہم کمی کرتے ہیں۔ اور باہر سے آنے والے احباب اس کمی پر گزارہ کرسکتے ہیں۔ اگر اس کمی کے عوض کارکن احباب خوش خلقی سے مہمانوں کی تکلیف کو دور کریں تو کرسکتے ہیں۔ خوش خلقی ایک ایسی چیز ہے جو تمام تکلیفوں کو دور کر دیتی ہے۔ کسی کو ہر روز کھانا کھلاؤ۔ مگر خوش خلقی سے پیش نہ آؤ تو وہ کھانے سے یہ نہ سمجھے گا کہ اس کی عزت کی گئی بلکہ کھانا اس کے حلق سے نہ اترے گا۔ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے ایک جگہ دوزخ کی ابدیت پر بحث تھی میں نے کہا کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے کہ جہنم ابدی نہیں بلکہ ایک زمانہ کے بعد لوگ اس سے نکالے جائیں گے اور بہشت میں بھیج دیئے جائیں گے۔ ایک رئیس نے کہا پھر تو بڑے مزہ کی بات ہے یہاں جو جی چاہے کرلیں آخر یہاں بھی آرام وہاں بھی آرام چند دن کی تکلیف ہے۔ آپ نے فرمایا آپ بازار میں چل کر دو جوتیاں کھا لیجئے پھر میں آپ کو اس کے عوض کچھ روپے دے دوں گا کہنے لگا۔ مولوی صاحب آپ یہ کیسی باتیں کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب کہ تمہاری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی تو جہاں تمہارے باپ دادے اور دوسرے لوگ جمع ہوں گے وہاں کی رسوائی کیسے برداشت کرو گے۔

پس اگر کسی شخص کی ذلت کی جائے مگر اس کو کھانے اعلیٰ سے اعلیٰ دیئے جائیں تو وہ اس کو گلے میں اٹکیں گے۔ لیکن اگر عزت کی جائے اور خوش اخلاقی سے پیش آیا جائے اور اخلاص دکھایا جائے تو خشک روٹی اچھی معلوم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی کمزوریوں کو ملحوظ رکھ کر اس کو ایسی حسیں عطا کی ہیں جن کے ذریعہ تمام کمزوریاں چھپ جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک خوش اخلاقی اور نیک برتاؤ ہے اگر ایک بچہ کو بادشاہ یا ملکہ اپنے محل میں لے جائے کہ تمہیں بادشاہ کے محل میں رکھتے ہیں اور اچھے سے اچھے کھانے دے اور نوکرانیاں خدمت کے لئے مقرر کر دے تو بچہ وہاں رہنے کی نسبت اپنی ماں کی گود کو ترجیح دے گا۔ خواہ ماں بے چاری اس کو پھٹے پرانے کپڑے پہنانے کے بھی ناقابل ہو۔ غریب سے غریب ماں باپ کا بچہ بھی اس پر خوش نہ ہوگا کہ اس کو اس کی ماں سے جدا کر

لیا جائے خواہ اس کو کوئی نعمت دی جائے۔ وہ روئے گا' چلائے گا کیونکہ دنیا کی کوئی نعمت ماں کی محبت اور محبت بھری نگاہ کی ہم وزن نہیں ہو سکتی۔

پس خدا نے غریبوں کی کم سامانی کو چھپانے کے لئے محبت کو پیدا کیا ہے۔ جب انسان محبت سے ملتا ہے تو اس کی کمزوری چھپ جاتی ہے محبت کے روکھے ٹکڑے میں جو مزہ آتا ہے وہ ترش روئی اور کج خلقی کے ساتھ اعلیٰ کھانے پیش کرنے میں نہیں پایا جاتا۔ پس آپ لوگوں کو چاہیئے کہ جو مہمان آئیں ان سے خوش خلقی سے پیش آئیں۔ ان کی سچے دل سے خدمت کریں۔ چونکہ میری طبیعت اچھی نہیں زیادہ تفصیل سے نہیں بول سکتا۔ اور امید کرتا ہوں کہ پہلے جلسوں کے متعلق جو ہدایات دی گئی تھیں۔ اور جو چھپ چکی ہیں ان پر عمل کیا جائے گا۔ یاد رکھو جو شخص مہمان کی عزت نہیں کرتا وہ عزت نہیں پاتا۔

اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے فرض کے پورا کرنے کی توفیق دے تاکہ آنے والی زندگی کے لئے اعلیٰ سامان تیار کر سکو اور وہ عمل کر سکو جس سے خدا خوش ہو جائے۔

(الفضل ۱۱ر جنوری ۱۹۲۴ء)